عمرانیات اور سرمایہ داری کا فطری تعلق

عمرانیات سرمایہ داری کی آلہ کار ہے

موجودہ زمانے میں جس طرح سے معاشرتی علوم [سوشل سائنسز] نے ترقی کی ہے اس کے باعث آج کا انسان اپنی انفرادی، اجتماعی، معاشرتی، سیاسی، نفسیاتی اور معاشی زندگی کی تعمیر و ترقی کے لیے ان علوم سے استفادہ کرنا ضروری سمجھتا ہے اور ان علوم سے ناواقفیت کو انسانی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ قرار دیا جاتا ہے، انسانی ترقی اور معاشرتی عمل میں انسان کے شعوری ارتقاء کو ان علوم کی آگہی سے نامیاتی طور پر منسلک کرنے کے پیچھے کچھ بنیادی مفروضات کام کر رہے ہوتے ہیں، جن کو ٹٹولے بغیر ان علوم کی علمیاتی حیثیت اور مابعد الطبیعیاتی اساس سمجھنا ممکن نہیں، زیر بحث علوم کی مابعد الطبیعیات کی روشنی میں ہم ان علوم کے علمیاتی ارتقاء اور سرمایہ داری سے ان کے تعلق کو سمجھنے کے قابل ہو سکتے ہیں۔

جب بھی ہم کسی طرز زندگی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمارے لیے ضروری ہوتا ہے کہ ہم یہ جان سکیں کہ اول اس طرز زندگی میں حقیقتوں کی ترتیب [Cosmology] کا کیا معیار ہے نیز حقیقتوں کو جاننے کا کیا طریقہ ہے [Ontology] حقیقتوں کی ترتیب کا معیار یا وحی الٰہی سے ماخوذ ہے یا محض تفکر، تجربے اور وجدان کی بنیاد پر ادراک حقیقت اور ان کی ترتیب ممکن ہے۔

سوشل سائنسز کی علمیاتی مابعد الطبیعیاتی اساس:

یہ تاریخی حقیقت ہے کہ زیر بحث علوم کی علمیاتی اور مابعد الطبیعیاتی بنیادوں کو پرکھنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان علوم کی علمیاتی اور مابعد الطبیعیاتی اساس ''تحریک تنویر'' سے اخذ کردہ ہے جو کہ مذہب کے علی الرغم ایک منفرد اور مختلف تصور حقیقت پر انحصار کرتی ہے اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وحی الٰہی کے مقابلے میں تفکر، تجربہ اور وجدان کی فوقیت مابعد الطبیعیاتی مفروضات کی قبولیت عام کا شاخسانہ ہے جس تحریک تنویر کے داعی فلاسفہ تھے۔ تحریک تنویر کی مابعد الطبیعیاتی اساس پر مغربی ذہن کے اجماع نے علوم کی حیثیت و اہمیت کو یکسر تبدیل کر دیا بہت سارے علوم [جو کہ تحریک] تنویر کی مابعد الطبیعیاتی اور علمیت سے متصادم تھے علوم کہلوانے

کے بھی قابل نہ رہے نتیجتاً حقیقتوں کے ادراک اوران کی ترتیب کا وہ معیار تہس نہس ہوکر رہ گیا جو بالعموم مذہب اور بالخصوص عیسائیت سے اخذ کردہ تھا، یہاں یہ بات بھی واضح رہے کہ تحریک تنویر نے جس مابعد الطبیعیاتی بنیادوں اور علمیت کی تنقید پیش کی وہ محض عیسائیت کی نہیں بلکہ مذہبی علمیت ہی کی تنقید ہے۔ مابعد الطبیعیاتی نظریات کی اس شکست وریخت نے مغربی انسان کے معاشرتی، سیاسی، سماجی، معاشی اور نفسیاتی ڈھانچوں کو واضح طور پر متاثر کیا اور ایک نئی تہذیب کا نمو وارتقاء ممکن ہوسکا جس کو آج ہم مغربی تہذیب کے نام سے جانتے ہیں، اس سے پہلے کہ ہم عمرانیات ونفسیات کے حوالے سے کچھ بنیادی نوعیت کے خیالات آپ کی خدمت میں پیش کریں ان بنیادی تاریخی حالات کا اجمالی ذکر ضروری ہے۔ جن کے باعث اس قسم کے علوم کے نمو پانے کے امکانات پیدا ہوئے۔

مغربی معاشرے میں چار اہم تاریخی عوامل:

ہمارے خیال میں چار ایسے بنیادی تاریخی عوامل ہیں جن کے زیر اثر معاشرے میں اس قسم کے علوم کی جگہ اور ضرورت پیدا ہوئی۔

۱۔ مغربی معاشرتی زندگی میں مذہبی علمیت کی شکست وریخت۔

۲۔ صنعتی انقلاب۔

۳۔ معاشرتی اقدار کی ٹوٹ پھوٹ۔

۴۔ نوآبادیاتی نظام کا قیام۔

مذہب اپنی بنیاد کھوتا جارہا تھا:

تحریک اصلاح کے نام پر عیسائی فکر میں جو بنیادی تبدیلیاں رونما ہوئی ان میں سے ایک بہت اہم تبدیلی یہ تھی کہ Protestantism نے دنیاداری کے لیے مذہبی جواز پیش کیا۔ اس جواز کے مطابق دنیاوی کامیابی اخروی کامیاب کا پیش خیمہ متصور کی گئی اور ویبر [Weber] کے خیال کے مطابق تحریک تنویر کی عیسائیت پر علمی اور معاشرتی فتح میں اس خیال کا مغربی معاشرے میں عام ہوجانا تھا۔

ویبر کے اس خیال کے عام ہونے کا ایک نتیجہ یہ نکلا کہ دنیاوی ترقی کو بنیادی قدر کے طور پر قبول کرلیا گیا اور اس قدر کو non-contestable سمجھ کر قبول کرلیا گیا اور بالآخر مختلف عمرانیات دان اس قدر کو مفروضے کے طور پر اختیار کرتے ہوئے ہوئے معاشرتی عمل سمجھنے اور پرکھنے کی کوشش کرنے لگے۔

صنعتی انقلاب: دنیا سے تمتع کی حد نہیں

۱۷ویں اور ۱۸ویں صدی میں مغربی دنیا ذرائع پیداوار میں تبدیلی نے صنعتی انقلاب کو ممکن بنایا، صنعتی انقلاب کے بہت سے نتائج میں سے ایک اہم نتیجہ یہ بھی نکلا کہ دنیا کمانے اور دنیا میں زیادہ سے زیادہ ترقی اور پرتعیش زندگی کا حصول ایک معاشرتی قدر کے طور پر نہ صرف قبول کرلیا گیا بلکہ پورے کے پورے معاشرتی، سماجی نفسیاتی زندگی کا مقصد دنیا میں زیادہ سے زیادہ متمتع ہونا ہی قرار پایا۔

نوآبادیاتی نظام کا قیام:

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ۱۷ویں اور ۱۸ویں صدی کے صنعتی انقلاب کے ممکن ہونے کی ایک بنیادی وجہ نوآبادیاتی نظام کا قیام اور اس قیام کے نتیجے میں ہونے والی لوٹ مار ہے، اس کے نتیجے میں دنیا پرستی کو جو معاشرتی اقدار میں بنیادی حیثیت حاصل ہوئی۔ ۱۸ویں صدی میں یورپ کے ہر خاندان میں سے کم از کم ایک فرد دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں لوٹ مار میں مصروف تھا، لہٰذا اس بربریت، دنیا پرستی، لذات کے فروغ وحصول کی تگ و دو کے نتیجہ میں جن معاشرتی، نفسیاتی مسائل نے جنم لیا، ان سے مغربی فرد اور معاشرہ متاثر ہوا ان مسائل سے نبرد آزما ہونے کے لیے جو علوم مغربی مفکرین نے وضع کیے ان میں عمرانیات اور نفسیات دو اہم انسانی علوم ہیں، ان علوم کی فکری اساس کو تلاش کیا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان علوم کا مقصدِ ایجاد اور ارتقاء بنیادی طور پر مغربی معاشرے اور مغربی فرد کو ان مابعد الطبیعیاتی مفروضات پر قائم رکھنے اور ان کی ترویج کے سوا کچھ اور نہیں، نیز غیر مغربی معاشروں میں ان علوم کا فروغ دراصل مغربی مابعد الطبیعیاتی اور تاریخیت کو خوبصورت بنانے کا ایک ایسا دلکش طریقہ ہے جس کو افراد غیر اقداری [value Neutral] طریقہ علم کے طور پر قبول کرتے ہیں اور یہ علوم غیر محسوس طریقے سے ایک طرف مغربی اقدار کو منطقی، قدرتی، برتر ثابت کرتے ہیں دوسری طرف مذہبی اقدار کو غیر منطقی قرار دیتے ہیں، اس کی بنیادی وجہ تحریک تنویر و رومانیت کی مابعد الطبیعیاتی مفروضات سے ان علوم کی ہم آہنگی اور مذہبی مابعد الطبیعیاتی مفروضات سے ان کا ٹکراؤ ہے۔

اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں ایک خاص قسم کے تاریخی عمل نے جس میں تحریک اصلاح، صنعتی انقلاب نوآبادیاتی نظام کا قیام، معیارِ زندگی کی بلندی شامل ہے، کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے سیاسی، سماجی، نفسیاتی مسائل اور ایک ایسے نظام کی صف بندی جس کے نتیجے میں دنیا پرستی اور مادی ترقی کو معاشرتی، سیاسی اور نفسیاتی زندگی کا واحد قابل عمل قدر اور ہدف کے طور پر قبولیت عام کے سلسلے میں عمرانیات اور نفسیات کی خدمات سے انکار عبث ہے۔ اس طرح مغربی تہذیب کی آفاقیت کے علمی جواز اور اس تہذیب کو فطری تہذیب کے طور پر منوانے میں ان معاشرتی علوم کا نہایت اہم کردار ہے۔

عقلیت، تجربہ و وجدان: اصل ذریعہ علم تسلیم کیے گئے

مغربی مفکرین نے حقیقتوں کی ترتیب اور اس کے معیارات کے تعین کے لیے مذہبی علمیت کو نظر انداز کرتے ہوئے جس علمیت کو اختیار کیا اس کی بنیادیں تفکر، تجربہ اور وجدان پر تھیں، اس کے نتیجے میں جس طریقہ علمیت نے قبولیت عام حاصل کی وہ سائنسی طریقہ علم ہے۔ مادی قوانین فطرت کی جو آگہی Scientific Methodology کے اختیار کرنے سے مغربی مفکرین کو حاصل ہوئی اور اس کے نتیجے میں مادی دنیا پر ان کی گرفت اور مضبوط ہوئی۔ اس نے مغربی مفکرین کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ جس طرح مادی اسباب وعلل، کی تفہیم اور ترقی میں Scientific Methodology کارآمد ثابت ہوئی ہے اسی طرح

معاشرتی، سیاسی، نفسیاتی دائرے زندگی کا احاطہ اسی Methodology کی بنیاد پر کیوں نہ کیا جائے۔ عمرانیات اور نفسیات وہ علوم ہیں جو Scientific Methodology کے معاشرے اور معاشرتی عمل اور نفس انسانی پر انطباق و اطلاق کے نتیجہ میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کا بنیادی مقصد ان معاشرتی اور نفسیاتی مسائل سے نبرد آزما ہونا تھا جو کہ اس تاریخی عمل کے نتیجے میں پیدا ہوئے، جس سے مغربی فرد اور معاشرہ اس طرح متاثر ہوا کہ مذہبی اور خاندانی اجتماعیّتوں کا جنازہ نکل گیا۔ شہوت و غضب کی تسکین بھی سیاسی، معاشرتی اور نفسیاتی زندگی کا مقصد قرار پائی۔

مغربی مفکرین اور ان کے خیالات:

کومٹے [۱۷۹۸۔۱۸۵۷ء] عمرانیات کے حوالے سے کومٹے کے خیالات بنیادی اور انتہائی اہمیت کے حامل سمجھے جاتے ہیں۔ کومٹے کے خیال کے مطابق انسان اپنے ارتقائی سفر میں دیومالائی اور مذہبی ادوار کو بہت پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ کومٹے انسانی شعوری تاریخ کو تین حصوں میں تقسیم کرتا ہے [۱] دیومالائی دور [۲] مذہبی دور [۳] سائنسی دور۔ کومٹے کے مطابق ابتدائی دور میں انسانی شعور کی ضروریات کی تسکین محض قصے کہانیوں کے ذریعے ممکن تھی۔ دوسرا دور وہ مذہبی دور کو قرار دیتا ہے اور اس کے خیال کے مطابق اس دور میں انسان کی شعوری سطح اس حد تک بلند ہو چکی تھی کہ وہ کسی ایسی روحانی ہستی کی تلاش میں مصروف ہو گیا جس کے تعلق سے وہ اپنی ابتداء، انتہا، تغیر اور مقصد حیات کا تعین کر سکے۔ کومٹے کے مطابق مذہب انسانی زندگی میں اپنا کردار ادا کر چکا، انسانی ذہن اب ارتقائی طور پر اتنا پختہ ہو چکا ہے کہ اسے اب الٰہیات اور وحی کے سہاروں کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا انسان [کم از کم مغربی انسان] ایک تیسرے دور میں داخل ہو چکا ہے جسے وہ سائنسی دور قرار دیتا ہے۔ اس تیسرے دور میں مذہبی علمیت سے نکلنے والے معاشرتی زندگی کے مذہبی حل غیر مؤثر ہو کر رہ گئے ہیں۔ اس دور میں وحی کے علی الرغم تفکر، تجربے اور وجدان کی بنیاد پر ہی انسانی شعور کی تسکین و تشفی ممکن ہو سکتی ہے جو Scientific Methodology کے بغیر ممکن نہیں، کومٹے کے خیال کے مطابق معاشرے کو سمجھنے کے لیے Scientific Methodology کا اطلاق ایک طرف تو معاشرے کو تفکر و تجربے کی بنیاد پر سمجھنے میں مدد دے گا تو دوسری طرف ایسے اداروں کی تشکیل و ترویج کے لیے علمی بنیادیں فراہم کرے گا جس کے ذریعے مادی ترقی کو واحد معاشرتی دور کے طور پر قبول کر لیے جانے کے ٹھوس مواقع پیدا ہو جائیں گے۔

کومٹے کا خیال تھا کہ اس تیسرے دور میں مذہبی لوگوں کی اجارہ داری کا کوئی جواز موجود نہیں رہا، کیونکہ Scientific methodo logy علمیتِ مذہبی کے مقابلے میں مضبوط اور ٹھوس بنیادیں فراہم کرتی ہے بلکہ انسانی زندگی کے معاشرتی، نفسیاتی مسائل کا احاطہ اور حل پیش کرنے کی بدرجہا بہتر صلاحیت بھی رکھتی ہے لہٰذا اس کے خیال کے مطابق اس تیسرے دور میں لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے ماہرین نفسیات سے رجوع کریں گے۔

Herbert Spancer:

اسپینسر اسی فکر کا جانشین ہے جس کی ابتداء کومٹے نے کی تھی، اسپینسر نے معاشرتی عمل کو سمجھنے کے لیے جس علمی تناظر کا انتخاب کیا وہ ڈارون کے نظریہ ارتقاء سے ماخوذ تھا جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ ڈارون کے مطابق جاندار اپنے مادی حالات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ اپنی اندرونی و بیرونی جسمانی ساخت کو اس طرح تبدیل کرتے ہیں کہ ان کا مادی وجود حالات سے ہم آہنگ ہوتا چلا جائے۔ اسپینسر اس نظریہ ارتقاء کا اطلاق فرد کے بجائے معاشرے پر کرتا ہے، اس طرح اس کا خیال ہے کہ مادی حالات کی تبدیلی کے باعث معاشرے کی اندرونی و بیرونی ساخت میں تبدیلی ہوتی چلی جاتی ہے، اس طرح معاشرتی اور سماجی اداروں میں تبدیلی ان معاشرتی و سماجی تبدیلیوں [جو کہ اس دور کے مادی حالات میں تبدیلی کا عکاس ہوتے ہیں] سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے جو ایک قدرتی عمل کا نتیجہ ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ جو سیاسی، معاشرتی و سماجی ادارے، معاشرے کی ارتقائی کیفیت سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتے، جو کہ ایک قدرتی عمل ہے وہ معاشرتی ادارے معاشرے کے لیے انتہائی نقصان دہ ہوتے ہیں۔

اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اسپینسر کے نزدیک کسی معاشرے میں رائج الوقت اخلاقیات، سماجی معاشرتی حد بندیاں، پسند و ناپسند کے معیارات اپنے مادی حالات کا عکاس ہوتے ہیں، ان کی کوئی آفاقی، مجرد اور Absolute بنیاد نہیں ہوتی بلکہ یہ اپنی اصل میں اضافی نوعیت کے ہوتے ہیں لہٰذا اسپینسر کے نزدیک معاشرتی تبدیلی سے عدم ہم آہنگی خواہ انفرادی سطح کی ہو خواہ اداراتی سطح کی، غیر فطری و غیر منطقی ہے اور اقدار بنیادی طور پر اضافی ہوتی ہیں۔

مارکس:

اس خیال کو ۱۹ویں صدی میں جس مفکر نے پوری شدت سے بیان کیا اس کا نام کارل مارکس تھا۔ مارکس نے اسپینسر سے دو قدم آگے بڑھ کر Scientific Methodology کا اطلاق محض معاشرے پر نہیں بلکہ پوری انسانی تاریخ پر کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ ہر تاریخی دور، اس دور کے پیداواری ذرائع اور تعلقات کا اظہار ہے۔ پیداواری ذرائع کی تبدیلی پیداواری تعلقات کو نہ صرف تبدیل کر دیتی ہے بلکہ پورے معاشرتی، سیاسی، سماجی، اخلاقی اور جمالیاتی ڈھانچوں کو بھی تبدیل کر کے رکھ دیتی ہے، اس طرح اس نے پیداواری ذرائع کے تناظر میں انسانی تاریخ کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ہر دور کو دوسرے دور سے پیداواری ذرائع کے استعمال اور تبدیلی کی بنیاد پر ممیّز کیا۔ پیداواری ذرائع میں تبدیلی ایک خاص قسم کے پیداواری تعلقات کو جنم دیتی ہے، جس کے نتیجے میں تمام معاشرتی ادارے یکسر تبدیل ہو جاتے ہیں اس طرح ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ پوری انسانی تاریخ محض مادی مفادات کے حصول کے مختلف طریقوں کے تصادم اور ارتقاء کے سوا اور کچھ نہیں، دوسری اہم سوچ مارکس کے Scientific Socialism سے نکلتی ہے وہ یہ کہ ایک دور دوسرے دور سے محض اس لیے بہتر ہوتا ہے کہ اس میں پیداوار پچھلے دور کے مقابلے میں زیادہ

ہوتی ہے اس طرح کی معاشرت میں روحانیت، آخرت، حاکمیت خدا کے نظریاتی عملی امکانات کیا ہو سکتے ہیں۔ یہ ہم بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

Max Waber:

ویبر بھی ۱۹ ویں صدی کے اہم عمرانیات دانوں میں شمار کیا جاتا ہے، اس کے خیال کے مطابق سرمایہ دارانہ معاشرت جو کہ مارکس کے خیال کے مطابق ایک تاریخی عمل کے تسلسل کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ایک فطری معاشرت ہے اور جس طرح ذرائع پیداوار کے ارتقائی عمل کے نتیجے میں یہ معاشرت و طرز زندگی و نفسیات فطری طور پر مضبوط ہوئی ہے اسی طرح ذرائع پیداوار کی تبدیلی کے ساتھ ہی یہ سرمایہ دارانہ معاشرت بھی تبدیل ہو جائے گی۔ اس طرح مارکس کے خیال میں سرمایہ دارانہ طرز معاشرت فطری ہونے کے ساتھ ساتھ فانی بھی ہے، لیکن مارکس کے برعکس ویبر کے خیال کے مطابق سرمایہ دارانہ طرز معاشرت Protestantization of Christianity کا نتیجہ ہے۔ اس کے خیال کے مطابق پروٹسٹنٹ فکر کے فروغ پانے اور دنیاوی کامیابی کو اخروی کامیابی کا پیش خیمہ سمجھنے کی جو مذہبی بنیاد، اصلاح کے نام پر عیسائیت میں در آئی اس نے عیسائی معاشرت اور نفسیات پر ایسے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں جس کے نتیجے میں سرمایہ داری مغربی عیسائی دنیا میں در آئی۔ اس طرح ویبر کے نزدیک سرمایہ داری کا استحکام کسی تاریخی عمل کے تسلسل کا فطری نتیجہ نہیں ہے بلکہ ایک حادثہ ہے اور اس نظام سے باہر نکل جانے کی ایسی کوئی فطری بنیاد موجود نہیں جس کا ذکر مارکس کرتا تھا، بلکہ ویبر کا تو یہ خیال ہے کہ اس سرمایہ دارانہ طرز معاشرت سے جو حرص و حسد مخاصمت کی بنیاد پر استوار ہے فرار ممکن نہیں لہٰذا عمرانیات کا کام سرمایہ داری سے ماورا کسی دنیا کی تعبیر و تخیل کی کوشش نہیں بلکہ اسی نظام کو قطعی سمجھ کر زندگی کو گزارنے کا طریقہ بتانا ہے۔

گو کہ ویبر کے اس خیال سے بعد کے آنے والے Sociologist متفق ہوں یا نہ ہوں لیکن یہ ایک انتہائی اہم بات ہے کہ ویبر سے پہلے کے عمرانیات دان سرمایہ داری کو کسی ایسے نقطہ نظر سے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے جو غیر سرمایہ دارانہ ہو۔ مثال کے طور پر مارکس سرمایہ داری کو جاگیردارانہ نظام کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔ اسپینسر سرمایہ دارانہ معاشرت کو ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے تناظر میں دیکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ ویبر سرمایہ داری کو Protestantism کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کرتا تھا۔ لیکن بعد کے آنے والے عمرانیات دانوں نے سرمایہ داری کو نہ صرف فطری سمجھ لیا بلکہ یہ سرمایہ دارانہ طرزِ معاشرت کو ایک فطری حقیقت مانتے ہوئے اس میں ایک جائز مقام حاصل کرنے کے طریقوں اور اس طرز معاشرت کی کمزوری کو جواز فراہم کرنے کی کوشش کرتے نظر آتے ہیں۔ مختلف مغربی مفکرین کے خیالات کا اجمالی تعارف پیش کرنے سے ہمارا مقصد ان بنیادی مفروضات کی نشاندہی کرنا ہے جو عمرانیاتی تجربوں کے بنیادی خدوخال کو غیر محسوس انداز میں نہ صرف متاثر کرتے ہیں بلکہ ان مفروضات کو کسی بھی غیر مغربی معاشرت میں فطری بنانے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ Social Sciences کی مابعد الطبیعیات کو ان کی تاریخیت کے ساتھ سمجھا جائے اور ان علوم کو فطری اور غیر اقداری متصور نہ کیا جائے۔